کتاب کے لاریب ہونے کی پرکھ۔ کتاب کی حفاظت اور (مُبٰرَكٌ) دوام وثبات

آقائے نامدار ﷺ سے قبل مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ کو مبعوث فرمایا گیا

وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلۡكِتَـٰبَ ''اور ان تمام کے ساتھ کتاب نازل فرمائی''۔اور یہ بھی بتایا

لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ٥

''ہر دور (مقررہ مدت، اجل) کیلئے کتاب ہے'' (حوالہ الرعد۔۳۸)۔اور فرمایا

یَمۡحُواْ ٱللَّهُ مَا یَشَآءُ وَیُثۡبِتُ

''اللہ جسے ختم، زائل کرنا چاہتا ہے اسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ثبات، دوام دیتا ہے

وَعِندَهُۥۤ أُمُّ ٱلۡكِتَـٰبِ ٥ اورام الکتاب اس کی جانب سے ہے (اس کے پاس ہے) '' (الرعد۔۳۹)۔

اور کتاب مبین کے متعلق فرمایا:

إِنَّا جَعَلۡنَـٰهُ قُرۡءَ ٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُونَ ﴿٣﴾

''ہم نے اسے (کتابِ مبین) عربی قرآن (مجید) بنایا ہے تاکہ (اس میں بیان کردہ باتوں رمعلومات پر) تم لوگ عقل وفکر سے کام لو۔

وَإِنَّهُۥ فِیۤ أُمِّ ٱلۡكِتَـٰبِ اور بیشک یہ (قرآنِ مجید) ام الکتاب میں ہے'' (حوالہ الزخرف۔۳،۴)۔

اللہ رب العزت کا ہمارے متعلق یہ کہنا سچ ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِۦۚ ہم رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے (حوالہ البقرۃ۔۱۸۵)۔اور ہم لوگوں کو بتاتے بھی ہیں کہ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ أَحَدٍ مِّنۡهُمۡ ''ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے'' (حوالہ البقرۃ۔۱۳۶، آلِ عمران۔۸۴)۔ ہمارا اُن سب پر ایمان ہے جن کے اسمائے گرامی ہم جانتے ہیں اور جن کے اسمائے گرامی اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہیں بتائے۔ان سب کو عقیدت وادب سے ہماری جھکی نگاہوں کے ساتھ سلام ہو۔لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا فرمان ہے فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٍ ''جن میں سے بعض کو بعض پر ہم نے (بعض باتوں اور معاملات) میں فضیلت دی'' (حوالہ البقرۃ۔۲۵۳) وَلَقَدۡ فَضَّلۡنَا بَعۡضَ ٱلنَّبِیِّـۧنَ عَلَىٰ بَعۡضٍ

''اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت (انفرادیت) دی ہے'' (حوالہ الاسراء۔۵۵)

آقائے نامدار، رسولِ کریم ﷺ سے قبل جتنے بھی رسول بھیجے گئے بستیوں اور قوموں کی طرف بھیجے گئے۔ وہ زمان ومکان کے حوالے سے پہچانے گئے لیکن سلام ہو ہمارے آقا پر جن کی ذات اقدس کو زمان ومکان میں محدود نہیں کیا گیا، لامحدود کر دیا گیا۔ وہ زمان ومکان سے نہیں زمان ومکاں ان سے ہے۔ آپ ﷺ کی انفرادیت اور فضیلت یہ ہے

وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴿١٠٧﴾ ''اور ہم نے آپ (ﷺ) کو نہیں بھیجا مگر تمام عالمین کیلئے رحمت''۔

آقائے نامدار ﷺ کی انفرادیت اور فضیلت یہ ہے کہ آپ کو سِرَاجًا مُّنِيرًا کے طور پر بھیجا ہے (حوالہ الاحزاب۔۴۶)۔ اور آپ ﷺ کی کائنات اور عالمین میں سب سے منفرد اور ممتاز حیثیت یہ ہے کہ آپ مَقَامًا مَّحۡمُودًا پر فائز ہیں (حوالہ الاسراء ۷۹)۔

میرے آقا، آقائے نامدار رحمت للعالمین پر درود وسلام ہے ہر لمحہ صبح وشام۔ آپ ﷺ کی ایک انفرادیت یہ ہے

رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ''(محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں'' (حوالہ الاحزاب۔۴۰)۔

خاتم النبیین کی انفرادیت، فضیلت اور معنی ومفہوم یہ ہے

وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

''اور (اے رسول کریم) ہم نے آپ (ﷺ) کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں (زمان میں امت در امت، نسل در نسل) کیلئے خوشخبری دینے اور خبردار کرنے والا'' (حوالہ سباء۔۲۸)

اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول اپنے اپنے زمان اور مکان اور کتاب کے ذریعے بعد کی نسلوں کیلئے مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ تھے۔ زمان سرچشمہ ہدایت سے کبھی خالی نہیں رہا۔ سورۃ فاطر کی آیت ۲۴ میں ارشاد فرمایا

إِنَّآ أَرۡسَلۡنَٰكَ بِٱلۡحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًاۚ وَإِن مِّنۡ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾

''ہم نے آپ (ﷺ) کو حق (قرآنِ مجید) کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اور کوئی امت، نسل ایسی نہیں جس میں ایک خبردار کرنے والا نہ رہا ہو''۔

آقائے نامدار رسول کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ یعنی اب كَآفَّةً لِّلنَّاسِ تمام کے تمام انسانوں کو خوشخبری دینے اور خبردار کرنے والے ہیں۔ نبی اور رسول مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ہوتے ہیں۔ آپ آقائے نامدار ﷺ جب تمام کے تمام انسانوں کو خوشخبری دینے اور خبردار کرنے والے ہیں تو آپ ﷺ کی ''موجودگی'' میں اب کوئی نبی اور رسول نہیں ہو سکتا کہ اپنی جانب سے یا رسول کریم ﷺ کی جانب سے لوگوں کو خوشخبری دینے اور خبردار کرنے کا فرض ادا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار ﷺ کی زبان مبارک سے تمام انسانوں کو یہ بات کہلوا بھی دی

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِۦ وَمَنۢ بَلَغَ

(آپ ﷺ فرمائیں) ''اور یہ قرآن مجید میری طرف وحی کیا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعے میں تمہیں خبردار کروں اور انہیں (بعد میں آنے والی امتیں، نسلیں) بھی میں خبردار کروں جنہیں یہ قرآن مجید پہنچا'' (حوالہ الانعام۔۱۹)

''کُمْ ''ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جس نے آقائے نامدار ﷺ سے قرآنِ مجید براہ راست سنا اور بعد کے زمان ومکان کی وہ تمام امتیں، نسلیں، لوگ جن کے ہاتھوں میں یہ قرآنِ مجید پہنچا تھا رہے اور انہوں نے اسے سنا۔آپ آقائے نامدار ﷺ زمان ومکان کے تمام انسانوں کو خبردار کرنے والے ہیں

رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ''(محمد ﷺ) اللہ تعالی کے رسول اور خاتم النبیین ہیں''۔

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ قرآنِ مجید کے ذریعے خبردار فرماتے ہیں اس لئے آپ آقائے نامدار ﷺ کی طرح قرآنِ مجید کو بھی دوام اور ثبات ہونا چاہئے کیونکہ یہی ذریعہ ہدایت ہے لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ٥ ''ہر دور (مقررہ مدت، اجل) کیلئے کتاب ہے'' (حوالہ الرعد۔۳۸)۔اور يَمْحُواْ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ''اللہ جسے ختم، زائل کرنا چاہتا ہے اسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ثبات، دوام دیتا ہے''۔جس کتاب کو ثبات، دوام عطا فرمایا وہ قرآنِ مجید ہے جو آقائے نامدار ﷺ کے قلب مبارک پر نازل فرمایا۔

''ہدایت'' ظُلُمَٰتِ یعنی اندھیروں سے نکل کر منزل پر پہنچانے والے راستے تک پہنچنے کا نام ہے اور ''ہدایت'' کیلئے ایک روشن، واضح، ثبات کے حامل ذریعے، واسطے کی ضرورت ہے۔

وَهَٰذَا كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ مُبَارَكٌ ''اور یہ کتاب ہے، اسے ہم نے نازل کیا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے''

وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَٰهُ ''اور یہ 'ذکر' (قرآنِ مجید) ہے، اسے ثبات اور دوام ہے، اسے ہم نے نازل کیا ہے''

كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ إِلَيْكَ مُبَٰرَكٌ ''کتاب، جسے ہم نے آپ (ﷺ) پر نازل فرمایا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے''

(حوالہ الانعام۔۹۲، ۱۵۵۔الانبیاء۔۵۰، سورۃ ص۔۲۹)۔

ان چار میں سے ایک مقام پر آپ ﷺ پر نازل کردہ کتاب قرآنِ مجید کو 'ذکر'' قرار دیا ہے (الاعراف کی آیت ۶۳ میں بھی قرآنِ مجید کو 'ذکر'' کہا گیا ہے)۔اور نازل کردہ ذکر، کتاب کو مُبَارَكٌ کہا ہے۔عربی لفظ مُبَارَكٌ کا مادہ ''ب ر ک'' ہے اور اصل معنی اس ثبات کے ہیں جس کے ساتھ نمو بھی شامل ہو۔یعنی ایک چیز اپنے مقام پر مستحکم بھی ہو اور اسکے ساتھ ساتھ بڑھ بھی رہی ہو۔لہٰذا اس میں استحکام اور کثرت، ثبات اور نشونما دونوں شامل ہوتے ہیں۔نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ جن الفاظ میں باء اور راء اکٹھے آئیں ان میں ''ظاہر ہونے'' کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔نشو ونما کے معنی ہی یہ ہوتے ہیں کہ مضمر صلاحیتیں نمودار ہو کر سامنے آجائیں۔لہٰذا

مبارک میں ثبات، استحکام، کثرت، نشو ونما اور ظہور ونمود کے تمام پہلو سمٹے ہیں ابن فارس نے بھی اس کے معنی ثبات اور نشو ونما لکھے ہیں

یہ نکتہ بھی ہم ذہن نشین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کے علاوہ اس سے قبل نازل کردہ کتاب تورات، انجیل کو مُبَارَكٌ قرار نہیں دیا۔

علم وحقیقت اور ہدایت کو لوگوں تک پہنچانے کا ذریعہ کتاب ہے۔ کتاب کے مقصد کے حصول کی کامیابی کا دارومدار اس کی زمان ومکاں میں پہنچ (portability) اور حفاظت ودوام (permanence) پر منحصر ہے۔ اور کتاب مُبَارَكٌ یعنی ثبات اور دوام کی حامل قرار پانے کی اس وقت مستحق ہے جب گردش پذیر زمان ومکاں کے تمام مکینوں تک اصل حالت میں پہنچ سکے۔ اور کتاب اصل حالت میں زمان ومکان کے مکینوں تک صرف اس صورت میں پہنچ سکتی ہے کہ اس کے قرطاس پر تحریر کیا ہوا کلام زمان کی گزرگاہ میں محفوظ رہے کیونکہ کاغذ اور گتے کو دوام حاصل نہیں۔ اور کتاب میں تحریر کئے اپنے کلام کی حفاظت صرف وہ کرسکتا ہے جو زمان اور ہر مکان میں ہر لمحہ موجود ہو۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایسی شخصیت اپنے کلام یا تحریر کو زمان ومکاں کیلئے لاریب قرار دے سکتی ہے جو خود زندہ نہ رہ سکے؟ کیا ہزار سال قبل کی کوئی ہستی یہ ذمہ بھی لے سکتی تھی کہ اُس کی کتاب اس کی زندگی کے ہزار سال بعد بھی بلاتحریف انسان تک پہنچ جائے گی؟ زمان کے کسی سائنسدان، مفکر، عالم، محقق، صوفی، ولی، محدث، امام، مجدد، مفسر کی تحریر میں اس بات کی ضمانت نہیں ملتی۔ ان میں سے کسی نے اپنی بات کو حرف آخر کہنے کی جرأت نہیں کی کیونکہ رسولوں کے علاوہ اللہ کا کوئی بندہ کسی بھی بات کیلئے انسانوں کیلئے حجت اور حرف آخر کا درجہ نہیں رکھتا اور اس کی دوسری وجہ یہ فرمان ہے وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ''اور ہر علم والے کے اوپر علم والا ہے'' (حوالہ یوسف۔۷۶)۔ ایک مصنف اپنے زمان اور مکاں کے لوگوں کے سامنے اپنی بات اور کلام کو حرف آخر قرار نہیں دیتا تو کیا اُس کے بعد کے زمان کے لوگ اپنے دور اور آئندہ کے زمان کیلئے ماضی کے اِس مصنف کی بات کو حرف آخر قرار دینے کا اختیار اور سند کہیں سے حاصل کر سکتے تھے؟ غور وفکر کیلئے یہ ایک کھلا سوال ہے کیونکہ زمان کی ہر نسل/امت اپنی عقل وفکر کیلئے جوابدہ ہے۔ ماضی کی جن باتوں کو ہم نے ورثے کے طور پر اپنایا تو اس کیلئے ہمارے ماضی میں گزرے لوگ ذمہ داری قبول نہیں کریں گے۔

كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ إِلَيْكَ مُبَٰرَكٌ ''کتاب، جسے ہم نے آپ (ﷺ) پر نازل فرمایا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے''

آپ ﷺ سے قبل بھی زمان ومکان میں خوشخبری دینے اور خبردار کرنے والے آئے تھے وَأَنزَلَ مَعَهُمُ ٱلْكِتَٰبَ ''اور ان تمام کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی تھی''۔ اِن کی تصدیق آپ ﷺ اور قرآنِ مجید نے فرمائی لیکن انہیں زمان میں ثبات اور دوام کیوں نہیں عطا فرمایا؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ان مختص بندوں میں کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ اور خاتم النبیین ہونے کی فضیلت عطا نہیں فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے کہ کسے ثبات اور دوام دے يَمْحُوا ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ

''اللہ جسے ختم، زائل کرنا چاہتا ہے اسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ثبات، دوام دیتا ہے''۔

تحریر پر ایمان اور یقین لانے کی بنیادی شرط اس کا شک وشبہ سے بالاتر ہونا ہے۔ اور قول پر ایمان تب لایا جاتا ہے جب کہنے

والے کے متعلق یقین ہو کہ ''لاریب'' ہے۔شک وشبہ سے بالاتر صادق اور امین ہیں۔ اور تحریر اور کتاب شک وشبہ سے بالاتر جبھی کہلا سکتی ہے اگر زمان کی گزر گاہ میں اسکی محفوظیت کی ضمانت کسی نے ذمہ لی ہو۔ زمان ومکان میں جس کتاب کے کلام کی محفوظیت کا کوئی ضامن ہو اس کی انفرادیت اور یکتائی یہ ہے کہ اس میں تحریف ممکن ہی نہیں۔

وَإِنَّهُۥ لَكِتَـٰبٌ عَزِيزٌ ٥ ''اور یقیناً یہ ایک غالب کتاب ہے۔

لَّا يَأْتِيهِ ٱلْبَـٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ

اس میں باطل نہ اس کے آگے (زمانہ قبل نزول) سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے (زمانہ بعد نزول) سے'' (حوالہ فصلت۔۴۱۔۴۲)

جس میں تحریف ممکن نہ ہو اُس کتاب کو ثبات ودوام ہے۔ آقائے نامدار علیہ السلام روزِ آخر تک قرآنِ مجید کے ذریعے لوگوں کو خبر دار فرمانے والے ہیں اور قرآنِ مجید کو ثبات ودوام ہے۔اور اس ثبات کا ضامن کون ہے؟

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ ﴿٩﴾

''ہم نے اس ذکر (قرآنِ مجید) کو نازل کیا ہے اور اُس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہیں'' (الحجر۔۹)

اور زمان کی گزر گاہ میں اس کی ضمانت قابل بھروسہ ہے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہے اور مرے گا نہیں

وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱلْحَىِّ ٱلَّذِى لَا يَمُوتُ

''اور اس زندہ پر بھروسہ کر جو مرے گا نہیں'' (حوالہ الفرقان۔۵۸)۔سبحان اللہ! اللہ اکبر!

مُبَارَكٌ میں نشوونما یعنی ''ظاہر ہونے'' کا مفہوم مضمر ہوتا ہے۔ضدی انسان کو سادہ ترین انداز میں تنبیہ کیلئے ارشاد فرمایا

قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِۦ

'آپ (علیہ السلام) کہہ دیں کیا تم نے غور کیا کہ اگر یہ قرآنِ (مجید) اللہ کی طرف سے ہو بعد ازاں (اس کے باوجود) تم نے اس کا انکار کیا

مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِى شِقَاقٍۭ بَعِيدٍ ٥ تو اس سے بڑا گمراہ کون ہو سکتا ہے جو دور ضد میں پڑا ہو'' (سورۃ فصلت۔۵۲)

سَنُرِيهِمْ ءَايَـٰتِنَا فِى ٱلْـَٔافَاقِ وَفِىٓ أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ

''ہم قرآنِ مجید کا انکار کرنے والوں کو آفاق میں اور خود ان کی ذات میں پنہاں حقیقتیں (علم ءَ ایۃٍ کا ہوتا ہے) دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ (قرآنِ مجید) بیانِ حقیقت ہے'' (حوالہ فصلت۔۵۳)۔

آفاق اور انسان کے متعلق بتائی گئی حقیقتیں انسان پر واضح ہو رہی ہیں اور انسان انہیں تسلیم کر رہا ہے۔

(زیرِ عنوان ''آفاق کی حقیقت۔قرآنِ مجید اکیسویں صدی میں'' کئے گئے مطالعہ میں تفصیل ملے گی)